THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

ISSN P: 3006-3329
ISSN E: 3006-3337

Vol.4 No.1 2026

عصر حاضر میں علامات قیامت حدیث کے آئینہ میں

Understanding the Signs of Qiyamah Today in Light of Prophetic Hadith

Amina Bashir
PhD Scholar, Department of Islamic, Studies, University Of Gujrat, Pakistan
Email. bashiramina144@gmail.com
Dr. Rizwan Younas
Lecturer, Department of Islamic Studies, University of Gujrat, Pakistan
Pakistan
Email. Rizwan.younas@uog.edu.pk

Abstract

This article presents a critical analysis of the contemporary era through the lens of Prophetic traditions (Ahādīth Nabawiyyah), avoiding sensationalist interpretations or date-setting regarding end-time events. Grounded in the classical methodological principles of Hadith scholarship—faḥm, tatbīq, wa tawqquf_—the study examines modern global, social, and moral crises as manifestations of civilizational decline prophesied in Islamic scripture. The paper argues that the current age reflects the fulfillment of several prophetic signs, not as isolated events, but as interconnected manifestations of a deeper ethical and spiritual decay. Key themes explored include: the inversion of moral values where evil is normalized and truth becomes alien; the dominance of misinformation and "Fitna al-Kalām" through social media; the erosion of familial and social bonds; the prevalence of economic injustice and usury; and the marginalization of religious identity despite its outward persistence. It further contends that the root cause of modern turmoil is not technological advancement, but a rupture from divine guidance and ethical foundations. The article concludes that the prophesied "Ghurba al-Dīn"—the estrangement of religion—is evident today, yet this period of trial also offers an opportunity for spiritual resilience. Rather than despair, the Prophetic tradition calls for steadfastness, moral vigilance, and renewed commitment to truth, emphasizing that the age of tribulation is simultaneously an age of purification and reward for those who remain firm upon faith.

Keywords: Prophetic traditions, End-times, Civilizational crisis, Moral decay, Fitna, Ghurba al-Dīn, Contemporary Islam.

تمہید:

رسولِ اکرم ﷺ کی آخری زمانے سے متعلق پیش گوئیاں تو قرآن و حدیث سے ثابت ہیں۔ اس کے بعد فطری تقاضا یہ ہے کہ ان احادیث کو براہِ راست موجودہ عالمی، فکری اور سماجی تناظر میں رکھ کر پرکھا جائے۔ یہاں ہم اس مفروضے پر قائم نہیں کہ ہر جدید واقعہ قیامت کی قطعی علامت ہے، بلکہ اس اصول پر مبنی ہے کہ احادیثِ نبویہ ﷺ ایک فکری فریم ورک فراہم کرتی ہیں جس کی روشنی میں ہر دور کو سمجھا جا سکتا ہے، بالخصوص وہ دور جس میں اخلاقی، فکری اور تہذیبی بحران اپنی انتہا کو پہنچ چکے ہوں۔ یہی وجہ ہے کہ اس مضمون میں جذباتی تطبیقات سے اجتناب، تاریخیں مقرر کرنے سے احتراز، اور حدیثی منہج (فہم، تطبیق، توقف) کو بنیاد بنایا گیا ہے۔

The Study of Religion and History

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

ISSN P: 3006-3329
ISSN E: 3006-3337

Vol.4 No.1 2026

احادیثِ نبویہ ﷺ کا امتیاز یہ ہے کہ وہ محض مستقبل کی خبریں نہیں بلکہ ہر دور کے لیے فکری پیمانہ فراہم کرتی ہیں۔ عصرِ حاضر کو جب حدیث کے آئینہ میں دیکھا جاتا ہے تو یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ اصل تبدیلی خارجی نہیں بلکہ داخلی ہے۔ تمدن، سیاست اور ٹیکنالوجی کے مظاہر ثانوی ہیں، اصل بحران انسان کے تصورِ حق، معیارِ خیر وشر اور ترجیحاتِ زندگی میں رونما ہوا ہے۔ یہی وہ زاویہ ہے جسے نبی کریم ﷺ نے مختلف اسالیب میں "فتنہ" سے تعبیر فرمایا۔

جدید تہذیب: حدیثی تنبیہات اور تہذیبی انحراف:

احادیثِ نبویہ ﷺ آخری زمانے کی تہذیب کو کسی ایک خصوصی ایجاد یا ٹیکنالوجی سے تعبیر نہیں کرتیں، بلکہ تہذیبی ذہنیت (Civilizational Mindset) کو موضوع بناتی ہیں۔ نبی ﷺ کے فرمان سے واضح ہوتا ہے کہ ایک وقت آئے گا جب معروف منکر بن جائے گا۔ منکر معروف سمجھا جائے گا۔ حق اجنبی ہو جائے گا۔

حق وباطل کے معیارات کے انہدام کا اندازہ اس امر سے لگایئے کہ احادیث میں معروف و منکر کے الٹ جانے کی جو خبر دی گئی، وہ محض اخلاقی بگاڑ تک محدود نہیں، بلکہ ایک فکری کج روی کی تاثیر ہے۔ آج حق دلیل سے نہیں بلکہ مقبولیت سے پہچانا جاتا ہے، اور باطل کو طاقتور بیانیے کے ذریعے قابلِ قبول بنا دیا جاتا ہے۔ یہ وہ کیفیت ہے جس میں اکثریت معیار بن جاتی ہے اور وحی کی رہنمائی ثانوی حیثیت اختیار کر لیتی ہے۔ حدیث کی زبان میں یہی "حق کا اجنبی ہو جانا" ہے، جس میں حق موجود تو ہوتا ہے مگر پہچانا نہیں جاتا۔

جدید تہذیب کا بنیادی مسئلہ یہ ہے کہ اس نے اخلاق کو نسبتی((Relative)، حق کو اکثریتی((Majoritarian) اور انسان کو مرکزِ کائنات بنا دیا ہے۔ یہ وہی کیفیت ہے جسے قرآن و حدیث میں اتباعِ خواہش اور ہویٰ کی پرستش کہا گیا ہے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿أَفَرَأَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ إِلَٰهَهُ هَوَاهُ﴾

کیا آپ نے اس شخص کو دیکھا، جس نے اپنی خواہشات کو اِلٰہ بنا لیا۔

نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے:

"تَعِسَ عَبْدُ الدِّينَارِ، وَالدِّرْهَمِ، وَالقَطِيفَةِ، وَالخَمِيصَةِ، إِنْ أُعْطِيَ رَضِيَ، وَإِنْ لَمْ يُعْطَ لَمْ يَرْضَ"

"دینار کا بندہ ہلاک ہو، درہم کا بندہ ہلاک ہو، عمدہ لباس کا بندہ ہلاک ہو، مخملی چادر کا بندہ ہلاک ہو؛ اگر اسے دیا جائے تو راضی ہو جاتا ہے اور اگر نہ دیا جائے تو ناراض ہو جاتا ہے۔"

حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم فرماتے ہیں:

" إِنَّمَا أَخْشَى عَلَيْكُمُ اثْنَيْنِ: طُولَ الْأَمَلِ، وَاتِّبَاعَ الْهَوَى، فَإِنَّ طُولَ الْأَمَلِ يُنْسِي الْآخِرَةَ، وَإِنَّ اتِّبَاعَ الْهَوَى يَصُدُّ عَنِ الْحَقِّ، وَإِنَّ الدُّنْيَا قَدِ ارْتَحَلَتْ مُدْبِرَةً، وَالْآخِرَةُ مُقْبِلَةٌ، وَلِكُلٍّ وَاحِدَةٍ مِنْهُمَا بَنُونَ، فَكُونُوا مِنْ أَبْنَاءِ الْآخِرَةِ، وَلَا تَكُونُوا مِنْ أَبْنَاءِ الدُّنْيَا، فَإِنَّ الْيَوْمَ عَمَلٌ وَلَا حِسَابٌ، وَغَدًا حِسَابٌ وَلَا عَمَلٌ "

"مجھے تم پر صرف دو چیزوں کا اندیشہ ہے: لمبی امیدیں اور خواہشِ نفس کی پیروی؛ کیونکہ لمبی امیدیں انسان کو آخرت سے غافل کر دیتی ہیں اور خواہشِ نفس کی پیروی حق کے راستے سے روک دیتی ہے۔ بے شک دنیا پیٹھ پھیر کر رخصت ہو رہی ہے اور آخرت سامنے آ رہی ہے، اور ان دونوں میں سے ہر ایک کے اپنے اپنے پیروکار ہیں، لہٰذا تم آخرت کے پیروکار بنو اور دنیا کے پیروکار نہ بنو؛ اس لیے کہ آج عمل کا دن ہے، حساب نہیں، اور کل حساب کا دن ہوگا، عمل نہیں۔"

چنانچہ جدید تہذیب کو حدیثی آئینے میں دیکھنے سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ مسئلہ ترقی نہیں، بلکہ ہدایت سے بے نیازی ہے۔

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

ISSN P: 3006-3329
ISSN E: 3006-3337

Vol.4 No.1 2026

سوشل میڈیا اور فتنۂ کلام: حدیثی پیش گوئیوں کی تطبیق:

رسول اللہ ﷺ نے آخری زمانے میں زبان اور بیان کو فتنہ قرار دیا۔ احادیث میں آیا کہ لوگ بغیر علم کے بات کریں گے، جھوٹ عام ہو گا یعنی سچ بوجھ بن جائے گا۔ سوشل میڈیا اس فتنۂ کلام کی جدید ترین شکل ہے۔ یہاں علم سے پہلے رائے، تحقیق سے پہلے جذبات اور اخلاق سے پہلے وائرل ہونا اہم ہے۔ حدیث میں مذکور "رویبضہ" کا تصور محض ایک فرد نہیں، بلکہ ایک ذہنی رویہ ہے، جہاں نااہلیت کو پلیٹ فارم مل جائے۔ یہ فتنہ محض معلوماتی نہیں بلکہ ایمانی و اخلاقی ہے، کیونکہ اس میں بہتان، کردار کشی، اور علمی خیانت عام ہو چکی ہے۔

شعور کی جگہ تاثر اور سنجیدگی کی جگہ جذبات نے لے لی ہے۔ عصرِ حاضر میں فیصلے علم، فہم اور حکمت سے نہیں بلکہ فوری جذبات اور وقتی تاثرات سے کیے جاتے ہیں۔ نبی ﷺ کی وہ تنبیہ کہ "وَيَنْطِقُ فِيهَا الرُّوَيْبِضَةُ" اور "رویبضہ "یعنی ایسے نااہل و کم عقل لوگ بولنے لگیں گے جو عوامی معاملات میں بات کرنے کے اہل نہیں ہوں گے۔ آج ایک ہمہ گیر حقیقت بن چکی ہے۔ سوشل میڈیا نے اظہار کو تو عام کر دیا، مگر اہلیت اور ذمہ داری کو ختم کر دیا۔ ہر شخص رائے دینے لگا، مگر جواب دہی کے بغیر۔ یہ صورت حال معاشرتی انتشار کو جنم دیتی ہے، جہاں شور دلیل پر غالب آ جاتا ہے۔

آج علم کی کثرت اور ہدایت کی قلت دیکھی جا سکتی ہے۔ آج علم کے ذرائع بے شمار ہیں، مگر علم کا مقصد ناپید۔ معلومات بڑھ گئی ہیں مگر حکمت کم ہو گئی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جہالت نئی صورت میں ظاہر ہوئی ہے یعنی جہالتِ مرکب، جس میں انسان خود کو سب سے زیادہ باشعور سمجھتا ہے۔ نبی ﷺ کی پیش گوئی کے مطابق یہ وہ زمانہ ہے جہاں علم اٹھا لیا جائے گا، نہ کہ کتابوں کے غائب ہونے سے بلکہ اہلِ علم کے اثر ختم ہو جانے سے۔

بصری تہذیب (Visual Culture) اور فتنۂ نظر:

آخری زمانے کی ایک بڑی آزمائش بذاتِ خود "نگاہ" ہے۔ جدید دنیا میں اس آزمائش نے تصویری تہذیب (Image-Centric Culture) کی شکل اختیار کر لی ہے۔ حیا کو دقیانوسیت، پردے کو جبر اور بے حیائی کو اظہارِ آزادی کہا جا رہا ہے۔ یہ وہی کیفیت ہے جسے نبی ﷺ نے یوں بیان فرمایا:

"صِنْفَانِ مِنْ أَهْلِ النَّارِ لَمْ أَرَهُمَا، قَوْمٌ مَعَهُمْ سِيَاطٌ كَأَذْنَابِ الْبَقَرِ يَضْرِبُونَ بِهَا النَّاسَ، وَنِسَاءٌ كَاسِيَاتٌ عَارِيَاتٌ مُمِيلَاتٌ مَائِلَاتٌ، رُءُوسُهُنَّ كَأَسْنِمَةِ الْبُخْتِ الْمَائِلَةِ، لَا يَدْخُلْنَ الْجَنَّةَ، وَلَا يَجِدْنَ رِيحَهَا-"

"دوزخیوں کی دو قسمیں ایسی ہیں جنہیں میں نے (اپنے زمانے میں) نہیں دیکھا: ایک وہ لوگ جن کے پاس بیل کی دموں جیسے کوڑے ہوں گے، جن سے وہ لوگوں کو مارتے ہوں گے۔ اور دوسری وہ عورتیں جو لباس پہن کر بھی ننگی ہوں گی، خود بھی گمراہ ہوں گی اور دوسروں کو بھی گمراہ کریں گی، ان کے سر بختی اونٹوں کے کوہان کی طرح ہوں گے، وہ نہ جنت میں داخل ہوں گی اور نہ اس کی خوشبو پائیں گی۔"

"کاسیات عاریات" سے مراد ایسا لباس جو جسم ڈھانپنے کے بجائے نمایاں کرے، حیا کے بجائے توجہ (Attention) کا ذریعہ بنے اور پردے کو قید و جبر قرار دے۔ یہاں فتنہ جسم کے ساتھ ساتھ نگاہ کی غلامی بھی مراد ہے۔ یہی وہ فکری و تہذیبی انحراف ہے جس میں حیا کو دقیانوسیت، پردہ کو جبر اور بے حیائی کو آزادی کا بیانیہ بنا کر پیش کیا جاتا ہے، جو بعینہٖ نبی کریم ﷺ کی پیش گوئی کا مصداق ہے۔

عالمی سیاست: طاقت، ظلم اور حدیث میں مذکور "ہرج":

احادیثِ صحیحہ میں آخری زمانے کی سیاست کو ظلم، جبر اور قتلِ ناحق سے تعبیر کیا گیا ہے۔

آج کی عالمی سیاست میں طاقت ہی قانون ہے۔ انصاف مفاد کے تابع ہے اور انسانی جان اعداد و شمار بن چکی ہے۔ یہی وہ کیفیت ہے جسے حدیث میں الہرج کہا گیا ۔یعنی قتل، مگر مقصد سے خالی۔ جنگ، مگر اخلاق سے عاری۔

جنگ وامن: دائمی اضطراب کی کیفیت:

نبی ﷺ کے فرامین سے واضح ہوتا ہے کہ آخری زمانے میں امن مستقل نہیں ہوگا، خوف ایک اجتماعی نفسیات بن جائے گا۔ جیسا کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

"يُصْبِحُ الرَّجُلُ مُؤْمِنًا وَيُمْسِي كَافِرًا"

"(لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ) آدمی صبح مومن ہوگا اور شام کو کافر ہو جائے گا۔"

آج کا انسان معاشی خوف، سیاسی عدم استحکام، اور مستقبل کی بے یقینی میں مبتلا ہے۔ یہ محض عالمی مسئلہ نہیں بلکہ انسانی روح کا بحران ہے، جس کی خبر احادیث میں پہلے ہی دے دی گئی تھی۔

خاندان، انسان اور معاشرت: حدیثی بحران:

خاندان کے بارے میں نبی ﷺ کی پیش گوئیاں نہایت واضح ہیں، والدین کی نافرمانی، رشتوں کا ٹوٹنا اور مفاد پرستی۔ رسول اللہ ﷺ نے آخری زمانے کی علامات میں قطعِ رحمی اور قریبی رشتوں کے ٹوٹنے کو نمایاں طور پر ذکر فرمایا۔ ارشادِ نبوی ہے:

"لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يَظْهَرَ --- قَطِيعَةُ الرَّحِمِ"

"قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک قطعِ رحمی عام نہ ہو جائے۔"

یہ قطعِ رحمی صرف رشتے توڑ دینے کا نام نہیں بلکہ دلوں کی دوری، بے حسی اور ذمہ داری سے فرار کی علامت ہے۔ عصرِ حاضر میں تو یہ بہت حد تک آگے جا چکی ہے۔ یونہی ازدواجی نظام کے عدم توازن کی طرف بھی اشارہ ہے جہاں بیرونی اثرات گھریلو رشتوں پر غالب آ جاتے ہیں۔ آج کے معاشرے میں خاندان فرد کی ترقی میں رکاوٹ سمجھا جاتا ہے، والدین کو اولڈ ہومز کے حوالے کیا جا رہا ہے، شادی ذمہ داری نہیں بلکہ وقتی معاہدہ بن چکی ہے، بچوں کی تربیت اسکرینز کے سپرد ہے۔ یہ سب مظاہر خاندانی ادارے کے کمزور پڑنے کی واضح علامت ہیں۔ رشتوں کے زوال کے نتائج کو دیکھا جائے تو ذہنی تنہائی، اخلاقی عدم استحکام، معاشرتی بے اعتمادی، یوں خاندان، جو معاشرے کی پہلی درسگاہ تھا، اب خود بقا کی جنگ لڑ رہا ہے۔ عصرِ حاضر میں خاندان قانونی تو ہے، مگر جذباتی طور پر ٹوٹ چکا ہے۔ افراد ساتھ ہیں، مگر دل جدا۔ یہ حدیث میں خبر کی عملی تصویر ہے کہ صلۂ رحمی منقطع ہو جائے گی۔

معیشت (Economy) اور آخری زمانہ: حدیثی تناظر میں تجزیہ:

رسولِ اکرم ﷺ نے آخری زمانے کے معاشی نظام کے بارے میں جو تنبیہات فرمائیں، وہ محض غربت یا امارت کی خبر نہیں بلکہ معاشی اخلاقیات (Economic Ethics) کے زوال کی نشان دہی ہیں۔ احادیث میں بار بار جن امور کا ذکر آیا ہے، ان میں سود کا عام ہو جانا، حلال و حرام کی تمیز کا ختم ہونا، مال کو مقصدِ حیات بنانا اور دولت کا چند ہاتھوں میں سمٹ جانا نمایاں ہیں۔ عصرِ حاضر کا عالمی معاشی نظام اگر حدیثی آئینے میں دیکھا جائے تو واضح ہوتا ہے کہ مسئلہ صرف سودی بینکاری یا سرمایہ داری نہیں، بلکہ معیشت کا اخلاق سے کٹ جانا ہے۔ آج کو دور میں:

- محنت کم، قیاس آرائیاں زیادہ ہیں۔

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

ISSN P: 3006-3329
ISSN E: 3006-3337

Vol.4 No.1 2026

- پیداوار سے زیادہ قرض گردش میں ہے۔
- انسان "قدر" نہیں بلکہ "وسیلہ" بن چکا ہے۔

یہ وہی کیفیت ہے جسے نبی ﷺ نے اس طرح بیان فرمایا کہ منافق آدمی کو پرواہ نہیں ہوتی کہ مال کہاں سے آیا، حلال ہے یا حرام۔ جیسا کا امام اصبہانی بیان کرتے ہیں:

"الْمُؤْمِنُ كَيِّسٌ فَطِنٌ حَذِرٌ وَقَّافٌ، مُتَثَبِّتٌ عَالِمٌ وَرِعٌ، لَا يَعْجَلُ، وَالْمُنَافِقُ هُمَزَةٌ لُمَزَةٌ حُطَمَةٌ، لَا يَقِفُ عِنْدَ شُبْهَةٍ، وَلَا يَنْزِعُ عَنْ كُلِّ ذِي مُحَرَّمٍ كَحَاطِبِ لَيْلٍ لَا يُبَالِي مِنْ أَيْنَ كَسَبَ وَفِي مَا أَنْفَقَ"

"مؤمن عقلمند، ہوشیار، محتاط، مضبوط قدم، علم والا اور پرہیز گار ہوتا ہے۔ وہ جلد بازی نہیں کرتا۔ جبکہ منافق بدگفتار، بدنام کرنے والا، برباد کرنے والا ہوتا ہے۔ وہ شبہات پر بھی رکتا نہیں، اور ہر صاحبِ محرم سے چھینتا ہے جیسے رات کا لکڑہار، اور اسے پرواہ نہیں کہ کہاں سے کماتا ہے اور کہاں خرچ کرتا ہے۔"

اس طرح کی احادیث صرف فرد پر نہیں بلکہ پورے معاشی ڈھانچے پر صادق آتی ہے، جہاں نظام ہی انسان کو مجبور کرتا ہے کہ وہ حرام کو معمول سمجھے۔

مذہبی شناخت کا بحران: ظاہر، باطن اور نفاقِ جدید:

احادیثِ نبویہ ﷺ میں آخری زمانے کی ایک نہایت اہم علامت دین کا محض شناخت (Identity) بن جانا ہے، جبکہ اس کی روح غائب ہو جائے۔ نبی ﷺ نے فرمایا:

"يَقْرَءُونَ الْقُرْآنَ لاَ يُجَاوِزُ تَرَاقِيَهُمْ، يَمْرُقُونَ مِنَ الدِّينِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ"

"یہ لوگ قرآن پڑھیں گے لیکن اس کا اثر ان کے دل و دماغ تک نہیں پہنچے گا، اور دین سے نکل جائیں گے جیسے تیر اپنے نشانے سے نکل جاتا ہے۔"

حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم فرماتے ہیں:

"قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يُوشِكُ أَنْ يَأْتِيَ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ لَا يَبْقَى مِنَ الْإِسْلَامِ إِلَّا اسْمُهُ، وَلَا يَبْقَى مِنَ الْقُرْآنِ إِلَّا رَسْمُهُ، مَسَاجِدُهُمْ عَامِرَةٌ وَهِيَ خَرَابٌ مِنَ الْهُدَى، عُلَمَاؤُهُمْ شَرُّ مَنْ تَحْتَ أَدِيمِ السَّمَاءِ مَنْ عِنْدَهُمْ تَخْرُجُ الْفِتْنَةُ وَفِيهِمْ تَعُودُ "

"لوگوں پر ایسا وقت آنے والا ہے کہ اسلام کا صرف نام باقی رہے گا، اور قرآن کا صرف رسم و خط باقی رہے گا۔ ان کی مساجد ظاہری طور پر آباد ہوں گی لیکن ہدایت سے خالی ہوں گی۔ ان کے علماء دنیا میں سب سے زیادہ برے ہوں گے، جن کے پاس سے فتنے نکلیں گے اور جن میں یہ فتنے واپس لوٹ کر آئیں گے۔"

عصرِ حاضر میں مذہبی شناخت دو انتہاؤں میں بٹی ہوئی نظر آتی ہے، ایک طبقہ دین کو ثقافتی لیبل بنا کر رکھتا ہے، دوسرا دین کو سیاسی نعرہ بنا دیتا ہے۔ الا ماشاء اللہ۔ دونوں صورتوں میں دین بطورِ ہدایت، تزکیہ اور اخلاقی تشکیل پس منظر میں چلا جاتا ہے۔ یہ کیفیت اس جدید نفاق کی علامت ہے جس میں زبان پر ایمان، مگر عمل میں دنیا غالب ہوتی ہے۔ یہ نفاق قدیم منافقین جیسا نہیں جو چھپتے تھے، بلکہ یہ اعلانیہ نفاق ہے جو خود کو "جدید فہمِ دین" کا نام دیتا ہے۔

دین کا رسم بن جانا اور روح کا غائب ہونا اس زمانہ میں عام ہو گیا ہے۔ احادیث میں جس دور کی خبر دی گئی کہ اسلام نام تک محدود رہ جائے گا اور قرآن رسم تک، عصرِ حاضر اس کا زندہ نمونہ ہے۔ عبادات موجود ہیں مگر اثرات کمزور، مساجد آباد ہیں مگر معاشرہ ہدایت سے خالی، اور دینی شناخت باقی ہے مگر دینی مزاج مفقود۔ یہ تضاد اس بات کی علامت ہے کہ دین کو نظامِ حیات کے بجائے ثقافتی ورثہ سمجھ لیا گیا ہے، اور یہی وہ کیفیت ہے جسے احادیث میں شدید فتنہ قرار دیا گیا۔

ISSN P: 3006-3329
ISSN E: 3006-3337

دین کی اجنبیت(:(Ghurba al-Din حدیثی تصور اور عصری تطبیق:

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"بَدَأَ الْإِسْلَامُ غَرِيبًا، وَسَيَعُودُ كَمَا بَدَأَ غَرِيبًا، فَطُوبَى لِلْغُرَبَاءِ"

"اسلام اجنبی بن کر شروع ہوا تھا اور عنقریب پھر اجنبی ہو جائے گا، پس خوشخبری ہے اجنبیوں کے لیے۔"

یہ اجنبیت عددی کمی کا نام نہیں، بلکہ قدر کی کمی کا نام ہے۔ آج دین قانونی طور پر موجود ہے۔ آئینی طور پر محفوظ ہے۔ مگر سماجی اور فکری سطح پر اجنبی ہے۔ دین پر عمل کرنے والا شخص دقیانوسی، شدت پسند یا غیر عملی کہلانے لگا ہے۔ یہ وہی اجنبیت ہے جس میں سنت بوجھ، شریعت رکاوٹ اور تقویٰ غیر ضروری سمجھا جاتا ہے۔ حدیث کے تناظر میں یہ کیفیت قیامت کے قریب ہونے کی علامت اس لیے ہے کہ جب ہدایت اجنبی ہو جائے، تو زوال آخری مرحلے میں داخل ہو جاتا ہے۔

امید، صبر اور استقامت: فتنوں کے دور میں توازن:

یہ بات نہایت اہم ہے کہ رسولِ اکرم ﷺ نے آخری زمانے کی خبریں مایوسی پیدا کرنے کے لیے نہیں دیں۔ اگر ایسا ہوتا تو احادیث میں ساتھ ساتھ صبر کی فضیلت، ثابت قدمی کی بشارت، اور ایمان پر قائم رہنے والوں کی عظمت بیان نہ کی جاتی۔ رسول اللہ ﷺ نے آخری زمانے میں دین پر قائم رہنے کی دشواری کو نہایت بلیغ مثال کے ذریعے واضح فرمایا۔ ارشادِ نبوی ہے:

"يَأْتِي عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ الصَّابِرُ فِيهِمْ عَلَى دِينِهِ كَالقَابِضِ عَلَى الجَمْرِ"

"لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ دین پر قائم رہنے والا ایسا ہو گا جیسے ہاتھ میں انگارہ پکڑنے والا۔"

یہ حدیث محض ایک تشبیہ نہیں بلکہ آخری زمانے کے ایمانی ماحول کی مکمل تصویر ہے۔ آج دینداری تمسخر کا نشانہ بنتی ہے۔ قدامت پسندی کہلا کر رد کر دی جاتی ہے۔ ترقی کی راہ میں رکاوٹ سمجھی جاتی ہے۔ ایمان پر قائم رہنے والا فرد تنہا دکھائی دیتا ہے۔ معاشرتی دباؤ کا شکار ہوتا ہے۔ کبھی خوف، کبھی لالچ کے ذریعے آزمایا جاتا ہے۔ یہ سب اس بات کی گواہی ہے کہ دین اب آسان راستہ نہیں رہا بلکہ صبر، قربانی اور استقامت کا مطالبہ کرتا ہے۔ یہ حدیث واضح کرتی ہے کہ اس دور میں دین پر قائم رہنا انگارے کو ہاتھ میں پکڑنے جیسا ہو گا۔ مگر یہی لوگ اجر میں سبقت لے جائیں گے۔

یہ حدیثی اصول ہمیں بتاتا ہے کہ آخری زمانہ ناامیدی کا نہیں بلکہ آزمائش میں کامیابی کا دور ہے۔ یہاں کامیابی اکثریت میں نہیں بلکہ حق پر ثابت قدمی میں ہے۔ مایوسی نہیں، فہم اور تیاری کا پیغام ہی اصل الاصول ہے۔ یہ بات نہایت اہم ہے کہ آخری زمانے کی احادیث کا مقصد خوف پیدا کرنا نہیں بلکہ بیداری، احتساب اور استقامت کی تربیت ہے۔ نبی ﷺ نے ان فتنوں کی خبر دے کر امت کو ذہنی طور پر تیار کیا، تاکہ بدلتے حالات میں دین کو جذبات نہیں بلکہ بصیرت کے ساتھ تھاما جائے۔ اس تناظر میں عصرِ حاضر کو محض زوال کا دور کہنا ادھورا تجزیہ ہے۔ در حقیقت یہ فیصلے کا دور ہے کہ حق کے ساتھ کھڑے ہونا ہے یا ہجوم کا حصہ بننا ہے۔

انسان پر آزمائش کا دور بڑی شدت کے ساتھ آگیا ہے۔ اور اہلِ حق کی تنہائی واضح دیکھی جاسکتی ہے۔ عصرِ حاضر میں دین پر قائم رہنا سماجی دباؤ، فکری تنہائی اور تہذیبی اجنبیت کا سبب بن چکا ہے۔ مگر احادیث کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہی کیفیت ایمان کی اصل کسوٹی ہے۔ یہ دور اہلِ حق کے لیے شکست کا نہیں بلکہ انتخاب کا دور ہے، جہاں اخلاص نمایاں اور نفاق بے نقاب ہوتا ہے۔

خلاصہ:

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

ISSN P: 3006-3329
ISSN E: 3006-3337

Vol.4 No.1 2026

زیر مطالعہ مضمون میں عصرِ حاضر کو قیاس آرائیوں کے بغیر حدیث کی روشنی میں پرکھا گیا ہے اور یہ باور کرایا گیا ہے کہ ہر جدید مظہر کو قیامت کی قطعی علامت تصور نہ کیا جائے، بلکہ احادیثِ نبویہ ﷺ کو ایک فکری و تہذیبی آئینہ بنا کر موجودہ دنیا کا معروضی اور متوازن تجزیہ پیش کیا گیا ہے۔ فصلِ اول میں جن صغریٰ و کبریٰ علامات اور فتنوں کے عمومی خدوخال واضح ہوئے اور فصلِ دوم میں جن نبوی پیش گوئیوں کا نصوص کی روشنی میں مطالعہ کیا گیا، یہ فصل ان سب کا عصری اطلاق ہے۔ جدید تہذیب، سوشل میڈیا، بصری ثقافت، عالمی سیاست، جنگ و امن، خاندان، معیشت، مذہبی شناخت اور دین کی اجنبیت، یہ سب مظاہر اس بات کی شہادت دیتے ہیں کہ اصل بحران ترقی یا ٹیکنالوجی کا نہیں بلکہ ہدایت سے انقطاع، اخلاقی زوال اور فکری بگاڑ کا ہے۔ احادیث میں مذکور معروف کا منکر بن جانا، حق کا اجنبی ہو جانا، زبان و نظر کے فتنوں کا غلبہ، قتل و ہرج، معاشی بے برکتی، رشتوں کا انہدام اور دین کا محض شناخت بن جانا، یہ سب آج کے انسان کی عملی زندگی میں نمایاں ہو چکے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ یہ فصل اس اہم حقیقت کو بھی اجاگر کرتی ہے کہ آخری زمانے کی احادیث مایوسی کا پیغام نہیں بلکہ امید، صبر اور استقامت کا توازن فراہم کرتی ہیں۔ دین پر ثابت قدم رہنا اگرچہ انگارے کو تھامنے کے مترادف ہو چکا ہے، مگر یہی ثابت قدمی نجات اور کامیابی کا معیار ہے۔ یوں یہ فصل واضح کرتی ہے کہ عصرِ حاضر حدیث کی روشنی میں زوال کا آخری مرحلہ ضرور ہے، مگر حق پر قائم رہنے والوں کے لیے یہی دور سب سے بڑی آزمائش اور سب سے عظیم بشارت کا حامل بھی ہے۔

یہ مضمون اس حقیقت کو واضح کرتا ہے کہ قیامت کی علامات کوئی یک لخت ظاہر ہونے والے غیر مربوط واقعات نہیں، بلکہ ایک تدریجی، فکری اور اخلاقی عمل کا نتیجہ ہیں، جو وقت کے ساتھ ساتھ انسان کے عقیدے، اخلاق، معاشرت، معیشت اور اجتماعی شعور میں سرایت کرتا چلا جاتا ہے۔

یہاں جدید تہذیب، سوشل میڈیا، عالمی سیاست، جنگ و امن، معاشی دباؤ، فرد کی داخلی بے چینی اور خاندانی و سماجی نظام پر پڑنے والے اثرات کا حدیث کے تناظر میں تجزیہ کیا گیا ہے۔ اس فصل میں یہ واضح کیا گیا ہے کہ جدید دنیا کی تیز رفتار تبدیلیاں، معلومات کی فراوانی، اور ٹیکنالوجی کا غلبہ اگرچہ ظاہری ترقی کی علامت ہیں، لیکن یہی عناصر فکری انتشار، اخلاقی بے سمتی اور روحانی خلا کا سبب بھی بن چکے ہیں۔ یوں یہ فصل عصرِ حاضر کو محض ایک تاریخی مرحلہ نہیں بلکہ ایک زندہ تجربہ قرار دیتی ہے، جہاں احادیثِ نبویہ ؐ کی صداقت عملی طور پر محسوس کی جا سکتی ہے۔

مجموعی طور پر اس نتیجے پر پہنچتے ہیں کہ عصرِ حاضر میں پائے جانے والے فکری، اخلاقی اور معاشرتی بحران کسی اچانک حادثے کا نتیجہ نہیں بلکہ ایک طویل زوال آمیز عمل کی کڑیاں ہیں، جن کی نشان دہی نبی کریم ﷺ نے نہایت وضاحت کے ساتھ فرما دی تھی۔ یہ باب قاری کو محض علاماتِ قیامت کا مطالعہ نہیں کراتا بلکہ اسے خود احتسابی، فکری بیداری اور ایمانی ذمہ داری کا احساس دلاتا ہے۔ یوں باب پنجم کا اصل مقصد یہ ہے کہ قاری عصرِ حاضر کو حدیث کے آئینے میں دیکھ کر یہ سوال خود سے کرے کہ فتنوں کے اس دور میں ایمان، فکر اور عمل کی صحیح سمت کیا ہونی چاہیے۔ اور کن امور پر عمل کر کے فتنوں کے دور میں خود کو بچایا جا سکتا ہے۔

نتائج:

1. عصرِ حاضر کا اصل بحران ٹیکنالوجی یا سیاست نہیں بلکہ انسان کے تصورِ حق، معیارِ خیر و شر اور ترجیحاتِ زندگی میں رونما ہونے والا بگاڑ ہے۔ جدید تہذیب نے اخلاق کو نسبتی، حق کو اکثریتی اور انسان کو مرکزِ کائنات بنا دیا ہے، جسے حدیث میں "اتباعِ ہویٰ" کہا گیا ہے۔
2. صغریٰ علامات جیسے علم کا اٹھ جانا، سود و شراب و زنا کا عام ہونا، رشتوں کا ٹوٹنا، دین کا اجنبی ہو جانا- یہ یک لخت واقعات نہیں بلکہ ایک طویل زوال آمیز عمل کی کڑیاں ہیں جو آج سماجی، معاشی اور تہذیبی سطح پر نمایاں ہو چکی ہیں۔ احادیث کا آئینہ عصرِ حاضر کی صداقت کو واضح کرتا ہے۔
3. نبوی پیش گوئیاں خوف پیدا کرنے کے لیے نہیں بلکہ بیداری، احتساب اور استقامت کی تربیت کے لیے ہیں۔ آج دین پر قائم رہنا "انگارے کو ہاتھ میں پکڑنے" جیسا ہو چکا ہے، مگر یہی ثابت قدمی نجات کا معیار ہے۔ یہ دور اکثریت کا نہیں، حق پر ثابت قدم رہنے والوں "غرباء" کا دور ہے۔

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

ISSN P: 3006-3329
ISSN E: 3006-3337

Vol.4 No.1 2026

سفارشات:

1. علاماتِ قیامت کی تشریح میں جذباتی تطبیقات اور تاریخ متعین کرنے سے مکمل اجتناب کیا جائے۔ ہر جدید واقعہ کو قطعی علامت نہ مانا جائے بلکہ احادیث کو فکری فریم ورک بنا کر معروضی اور متوازن تجزیہ پیش کیا جائے۔
2. سوشل میڈیا کے "فتنۂ کلام" اور بصری تہذیب کے "فتنۂ نظر" کے مقابلے کے لیے تعلیمی اداروں، مساجد اور میڈیا کے ذریعے ایسی تربیتی مہم چلائی جائے جو علم کے ساتھ حکمت، اظہار کے ساتھ ذمہ داری، اور آزادی کے ساتھ حیا کی تعلیم دے تاکہ "رویبضہ" والے رویے کا سدِباب ہو۔
3. دین کو صرف ثقافتی لیبل یا سیاسی نعرہ بنانے کے بجائے اس کی روح یعنی ہدایت، تزکیہ اور اخلاقی تشکیل کو بحال کیا جائے۔ افراد اور ادارے "دین کی اجنبیت" کے دور میں صبر، قربانی اور استقامت کے ساتھ عمل پر زور دیں تاکہ دین محض رسم نہ رہے بلکہ زندگی کا نظام بنے۔

حوالہ جات:

- مسلم، الصحیح (130/1) ح:232-(145)
- مسلم، الصحیح (130/1) ح:232-(145)
- الجاثیۃ 45:23
- بخاري، الصحیح (34/4) ح:2886
- الحنظلي، الزھد والرقائق لابن المبارک والزھد لنعیم بن حماد (86/1) رقم:255
- البزار، البحر الذخار (174/7) ح:2740
- البزار، البحر الذخار (174/7) ح:2740
- البزار، البحر الذخار (174/7) ح:2740
- بخاري، الصحیح (32/1، 31)، حدیث نمبر:100
- مسلم، الصحیح (1680 / 3) ح:125(2128)-
- بخاري، الصحیح (59/9)، حدیث نمبر:7121
- مسلم، الصحیح (2231/4) ح:56-(2908)
- بخاري، الصحیح (59/9)، حدیث نمبر:7121
- مسلم، الصحیح (110 / 1) ح:186(118)-
- الحنظلي، أبو عبد الرحمن عبد اللہ بن المبارک (المتوفی: 181ھ)، الزھد والرقائق لابن المبارک والزھد لنعیم بن حماد، دار الکتب العلمیۃ، بیروت (561/1) ح:1610
- ابن ماجہ، السنن (765/2)، حدیث نمبر:2278
- الأصبھاني، أبو محمد عبد اللہ بن محمد، (المتوفی:369ھ-) الأمثال في الحدیث النبوي، الدار السلفیۃ - بومباي - الھند، ط2، 1408ھ - 1987ء، (305/1، 306) ح:258
- بخاري، الصحیح (200/4) ح:3610
- بیھقی، أحمد بن الحسین، ابو بکر (المتوفی:458ھ-)، شعب الإیمان، مکتبۃ الرشد للنشر والتوزیع بالریاض بالتعاون مع الدار السلفیۃ ببومباي بالھند، ط1، 1423ھ - 2003ء، (3 / 317) ح:1763
- بیھقی، شعب الإیمان، (317 / 3) ح:1763
- مسلم، الصحیح (130/1) ح:232-(145)
- ترمذی، السنن (526/4) ح:2260